عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کیلئے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا، اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں (نعوذ باللہ من ذالک) پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے ساتھیوں نے اسے دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی لیکن صبح ہوئی تو لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی جتنی گہری ان کے بس میں تھی پھر اس کے اندر اسے ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر پڑی تھی اب انہیں یقین ہوگیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے بلکہ یہ میت عذاب الٰہی میں گرفتار ہے چنانچہ انہوں نے اسے یونہی زمین پر پھینک دیا۔

ابتدائے اسلام ہی سے آپ ﷺ کی ذات گرامی سے مسلمانوں کی گوناگوں عقیدت و محبت کے مظاہر جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ ہر دور میں اہل ایمان نے لازوال داستانیں رقم کیں اور شتم رسول ﷺ کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ حضرت علیؓ نے گستاخ رسولؐ یہودیہ عورت کو، ایک نابینا صحابیؓ نے اپنی لونڈی ام ولد کو، عمیرؓ بن عدی نے عصماء بنت مروان کو، سالم بن عمیرؓ نے 120 سالہ بوڑھے ابوعفک کو، محمد بن مسلمہؓ اور ان کے رفقاء نے کعب بن اشرف یہودی کو، عبداللہؓ بن عتیک نے ابورافع یہودی تاجر کو قتل کیا اور گستاخ رسولؐ ابن خطل کی گردن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اڑا دی گئی، گستاخ رسول کی سزا یہی ہے۔ ان حالات میں اب ضرورت ہے کہ عالمی سطح پر ایسے قوانین بنائے جائیں، مغربی دنیا کو احساس دلایا جائے، ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا جائے کہ ان حرکات سے آپ کا اپنا ہی نقصان ہے۔

اس سے آپ کی ہلاکت کے دن قریب آرہے ہیں یہ آزادی رائے نہیں ہے بلکہ بے ہودگی اور شرف انسانیت کی توہین ہے یہ لوگ جو اسلام کی بھیانک تصویر پیش کر رہے ہیں اس میں بددیانتی برتی جارہی ہے یہ اسلام کی حقیقی تصویر نہیں ہے یہ خود مغربی افراد کی تحریر کردہ ہے جس سے اشتعال پیدا ہوا ہے اگر اہل مغرب نے اپنے انتہا پسند دہشت گردوں کو ایسی حرکات سے نہ روکا تو مسلم ممالک کے بس میں بھی نہیں رہے گا کہ وہ اپنے عوام کو روک سکیں اور ایسے حالات کو کنٹرول کر سکیں۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے ہر نبی اور آسمانی کتاب کا احترام اہل اسلام پر فرض ہے صرف یہودی اور عیسائی ہی ہیں جو مسلمانوں کے نبی کی گستاخی کرتے ہیں۔ اہل مغرب نے ایسی ہرزہ سرائی، بے ہودگی اور گستاخانہ حرکات کو ترک نہ کیا تو انہیں اپنے سفیروں کو محفوظ رکھنا بہت مشکل ہو جائے گا اور میزبان ملک کیلئے تحفظ فراہم کرنا بھی ناممکن بن جائے گا کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت ﷺ سے محبت ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

تحریر
جناب غلام سرور قریشی
ریٹائرڈ ٹیچر
عباس پورہ جہلم

المتکبر

﴿لہٗ الأسماءُ الحسنیٰ﴾ ''المتکبر'' اللہ تعالیٰ کے اسماٴ الحسنیٰ میں سے ایک ہے اور عظمتِ الٰہیہ کا خوبصورت مظہر ہے، اس کا مادہ و ماٴخذ ''اکبر'' ہی ہے جو خود بھی اسماٴ الحسنیٰ میں شامل ہے۔ اس لئے المتکبر کے معنی کرنے کیلئے صرف یہی کہنا چاہیے کہ وہ اسی مفہوم میں ''المتکبر'' ہے جو اس کی شانِ اقدس کے لائق ہے کیونکہ یہ صفتِ الٰہیہ کا ترجمان ہے اور صفاتِ الٰہیہ کی تاویل کرنا جائز نہیں ہے بعض لوگ ''المتکبر'' کو متکبر پر محمول کر کے یہ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ مخلوق میں تکبر اور متکبر دونوں ہی مذموم ہیں اس لئے عجیب لگتا ہے کہ خالقِ کائنات خود ہی متکبر ہونے کا مدعی ہے۔ مخلوق کی سیرت میں اگر تکبر مذموم ہے تو صفاتِ الٰہیہ میں کیونکر محمود ہو سکتا ہے۔ ان کی یہ سوچ غلط ہے وہ مخلوق کے تکبر کو خالق کے تکبر سے تشبیہ دے کر بڑی غلطی کرتے ہیں اسلام بے زار دانش ور، بڑے فخر سے کہتے ہیں دیکھو جی مسلمانوں کا ''الٰہ'' ''المتکبر'' ہے عوام میں چونکہ تکبر کی مذمت مشہور ہے، اس لئے دہریہ اور اسلام بے زار دانش وروں کا اعتراض سن کر وہ کوئی جواب نہیں دے پاتے۔ یہی منہ پھٹ دہریہ لوگ ایک اور بڑا اعتراض، ﴿واللہ خیر الما کرین﴾ پر اُٹھاتے ہیں۔ ''مکر'' بھی عوام میں ناپسندیدہ مفہوم میں مستعمل ہے۔ تدبیر کے معنی میں عوام اس کے استعمال سے ناواقف ہیں، اس لئے اس اعتراض پر وہ بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ مخلوق میں تکبر کی وجہ ذم کا بیان کیا جائے انسان میں تکبر اس لئے مذموم ہے کہ یہ رعونت، خود پسندی، اپنی ذات کی بڑائی اور اس قسم کے دیگر ادنیٰ خیالات سے جنم لیتا ہے۔ ذات پات کی تقسیم اسی بڑائی کے نتیجے میں معرضِ وجود میں آئی ہے۔ نخوت اس کی قبیح ترین شکل ہے یہ تمام عاداتِ رذیلہ ہیں جو انسان اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے اور اپنے نفس کی تسکین کیلئے اپنے دیگر ہم نسل و ہم نوع لوگوں پر اپنی برتری اور فضیلت اپنے دل میں جاگزیں کر لیتا ہے یہ عادت نسلی تفاخر پر ہی موقوف نہیں رہ جاتی ہے بلکہ اخلاقی دنیا کے ہر میدان میں اثر و نفوذ کر جاتی ہے۔ خود پسندی کی صورت میں جلوہ گر ہو تو انسان

اپنے رنگ، اپنے نقوش، خدوخال اور اپنے قد کاٹھ پر نظر کر کے دوسروں کو حقیر اور قابلِ نفرت سمجھنے لگ جاتا ہے، اپنے سماجی رتبے اور معاشرتی حیثیت پر فخر کا جذبہ پیدا ہو جائے تو انسان معاشرے کے کمزور لوگوں کو اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتا۔ کسی کالے کلوٹے انسان سے ہاتھ ملانے میں بھی متردد رہتا ہے اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی اسے حجاب آتا ہے یہ جذبہ اس حد تک سرکش ہو جاتا ہے کہ حجام اگر غلطی سے پائنتی کی بجائے سرہانے کی طرف بیٹھ جائے تو اسے ذلیل کر کے اٹھا دیتا ہے بلکہ گالی گلوچ پر اتر آتا ہے اگر ایسے آدمی کے ہاتھ میں کوئی اقتدار بھی آجائے تو اپنے ماتحتوں پر سختی کرنے لگ جاتا ہے اگر حکومت مل جائے تو فرعون کی طرح خدائی کے مسند پر بیٹھ جاتا ہے انسانوں سے نفرت ہی دراصل انسان کو ظالم بنا دیتی ہے۔ اس کے دل سے جذبات مہر و محبت نکال دیتی ہے اور یہ جذبات اتنے شدید ہو جاتے ہیں کہ دوسروں سے علیک سلیک تو دور کی بات ہے دوسروں کے سلام کا جواب دینا بھی اپنی توہین خیال کرنے لگ جاتا ہے۔

صدر مشرف اس قدر متکبر ہو چکا تھا کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف کا نام سن کر پھو پھو کر دیتا تھا چھوٹے موٹے سرکاری اہل کار، عوام کی خدمت کی بجائے، دروازوں پر پہرے بٹھا دیتے ہیں تاکہ عوام کو ان کے قریب نہ آنے دیں۔ یہ ساری تفصیل پڑھ کر آپ آسانی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ تکبر مخلوق کیلئے کیوں مذموم ہے اور یہ تو ہر شخص کو معلوم ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اس ساری تفصیل کے بعد مجھے یہ بتانا آسان ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ "المتکبر" کیسے ہے اس کا تکبر، دراصل بندوں کے ذمہ شکر کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے قرآن میں حکم ہوتا ہے۔

﴿و لتکبروا اللہ علیٰ ما ھدا کم﴾ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جو دراصل اس کا شکر بجالانا ہے اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت جیسی نعمت سے نوازا۔ یہ تقاضائے شکر معطی کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ ریہرسل شکر کی بار بار کراتا ہے کہ وہ اس کی بڑائی بیان کریں، شکر ادا کریں۔ وہ ان پر اپنے انعامات میں اضافہ کرتا جائے گا۔ وہ بندوں سے اپنی بڑائی کی تکرار پسند کرتا ہے تاکہ ان میں عجز کی صفت پیدا ہو عجز غلامی کا اظہار ہے لیکن یہ غلامی، غلام کو اس کے دربارِ عالیہ میں محترم و موثر بناتی چلی جاتی ہے انسان کے علی الرغم، وہ اپنے بندوں پر، اپنے غلاموں پر، اپنے عابدین، اپنے شاکرین اور اپنے حمادین پر اپنا فضل و کرم